سورۃ الاعراف

آیات ۱۵۲ - ۱۵۷

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ ذِلَّةٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَ كَذٰلِكَ
نَجْزِى الْمُفْتَرِيْنَ ﴿١٥٢﴾ وَ الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَ اٰمَنُوْٓا ۫ اِنَّ رَبَّكَ
مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٥٣﴾ وَ لَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۚۖ وَ فِىْ
نُسْخَتِهَا هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ﴿١٥٤﴾ وَ اخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ
رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَ اِيَّاىَ ؕ
اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِىَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ؕ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَ تَهْدِىْ
مَنْ تَشَآءُ ؕ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴿١٥٥﴾ وَ اكْتُبْ لَنَا فِىْ هٰذِهِ
الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِى الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ؕ قَالَ عَذَابِىْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَ
رَحْمَتِىْ وَسِعَتْ كُلَّ شَىْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا
يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٥٦﴾ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِىَّ الْاُمِّىَّ الَّذِىْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِى
التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ ۫ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ
يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِىْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِىْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٥٧﴾ ع

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ ذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَ الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَ اٰمَنُوْٓا ۫

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا - بیشک جن لوگوں نے بنایا

اِتَّخَذَ يَتَّخِذُ ، اِتِّخاذًا - بنانا، لینا (IV)

الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ - بچھڑے کو (الٰہ) ، پہنچے گا ان کو

سَ : حرفِ مستقبل

نَالَ يَنَالُ ، نَيْلاً - پہنچنا

غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ - ایک غضب ان کے رب (کی طرف) سے

غَضَب - سے یہاں عذاب مراد

وَ ذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا - اور کچھ ذلت دنیا کی زندگی میں

وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ - اور اس طرح ہم بدلہ دیتے ہیں بہتان باندھنے والوں کو

مُفْتَرِی - بہتان باندھنے والا (VIII)

وَ الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ - اور جنھوں نے عمل کیے برائیوں کے

السَّيِّاٰت - برائیاں ، سَيِّئَة کی جمع

ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا - پھر انہوں نے توبہ کی اس کے بعد

وَ اٰمَنُوْٓا - اور ایمان لائے

اِنَّ رَبَّكَ مِنۡۢ بَعۡدِهَا لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۵۳﴾ وَلَمَّا سَكَتَ عَنۡ مُّوۡسَى الۡغَضَبُ اَخَذَ الۡاَلۡوَاحَ ۖۚ وَفِىۡ نُسۡخَتِهَا هُدًى وَّ رَحۡمَةٌ لِّلَّذِيۡنَ هُمۡ لِرَبِّهِمۡ يَرۡهَبُوۡنَ ﴿۱۵۴﴾

اِنَّ رَبَّكَ مِنۡۢ بَعۡدِهَا - بیشک آپ کا رب اس کے بعد (باوجود)

لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ - یقیناً بے انتہا بخشنے والا ہے اور نہایت مہربان ہے

وَلَمَّا سَكَتَ - اور جب تھم گیا

سَكَتَ يَسْكُتُ ، سُكُوْتًا - خاموشی اختیار کرنا، تھم جانا، ٹھنڈا ہونا

عَنۡ مُّوۡسَى الۡغَضَبُ - موسیٰ سے غصہ

اَخَذَ الۡاَلۡوَاحَ - تو انھوں نے پکڑا تختیوں کو

وَفِىۡ نُسۡخَتِهَا - اور ان کی تحریر میں

نُسْخَه - لکھی ہوئی تحریر، کتاب، مضامین

کسی تحریر کی حرف بہ حرف نقل

هُدًى وَّ رَحۡمَةٌ - ہدایت تھی اور رحمت تھی

لِّلَّذِيۡنَ هُمۡ لِرَبِّهِمۡ - ان کے لیے جو اپنے رب سے ہی

يَرۡهَبُوۡنَ - ڈرتے ہیں

رَهَبَ يَرْهَبُ ، رَهْبًا و رَهْبَةً - ڈرنا، خوفزدہ ہونا

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ ذِلَّةٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُفْتَرِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَ الَّذِيْنَ
عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَ اٰمَنُوْٓا ۫ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۵۳﴾ وَ لَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ
الْاَلْوَاحَ ۚۖ وَفِىْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

(اللہ نے ارشاد فرمایا) " جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنایا وہ ضرور اپنے رب کے غضب میں گرفتار ہو کر رہیں گے اور دنیا کی زندگی میں ذلیل ہوں گے۔ جھوٹ گھڑنے والوں کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ اور جو لوگ برے عمل کریں پھر توبہ کرلیں اور ایمان لے آئیں تو یقیناً اس توبہ و ایمان کے بعد تیرا رب درگزر اور رحم فرمانے والا ہے "۔ پھر جب موسیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو اس نے وہ تختیاں اٹھالیں جن کی تحریر میں ہدایت اور رحمت تھی ان لوگوں کے لیے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں،

In reply they were told: 'Verily those who worshipped the calf will certainly incur indignation from their Lord, and will be abased in the life of this world. Thus do We reward those who fabricate lies. As for those who do evil, and later repent and have faith, such shall find their Lord All-Forgiving, All-Compassionate after (they repent and believe), And when the anger of Moses was stilled, he took up the Tablets again, the text of which comprised guidance and mercy to those who fear their Lord.

محمد اقبال

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ ذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ﴿۱۵۲﴾

بچھڑے کی پوجا کرنے والوں کی سزا

- گوسالہ پرستی کے سلسلہ میں موسیٰؑ حق تعالیٰ کی طرف رجوع ہوئے کہ ان گوسالہ پرستوں کی کیا سزا ہونی چاہیے؟ اللہ تعالیٰ نے یہاں جواب عنایت فرمایا کہ جنہوں نے بچھڑا بنا کر اس کی پرستش کی ہے ان پر انکے رب کی طرف سے غضب اور ذلت دونوں اسی دنیا میں نازل ہوں گے (سورۃ البقرۃ آیت ۵۴ میں بھی ذکر آچکا)
- جن لوگوں نے بچھڑے کو الہ بنایا، ان پر اللہ نے ذلت لکھ دی ہے اور وہ ہمیشہ مغضوب علیہ رہیں گے اور غضب کی شکل یہ ہے کہ قیامت تک ان پر ایسی اقوام کو مسلط کر دیا جائے گا جو ان کو بدترین عذاب دیتی رہیں گی
- بنی اسرائیل کے بچھڑا بنانے کو یہاں افتراء (جھوٹ باندھنا) کہا گیا ہے۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے یہ باطل کام حق کے نام پر کیا تھا۔ انہوں نے اپنا یہ کام خدا کے دین کا انکار کرکے نہیں کیا تھا بلکہ خدا کے دین کو مانتے ہوئے کیا تھا۔ اپنی اس بے دینی کو وہ دینی الفاظ میں بیان کرتے تھے، مشرکین کے عام عقیدہ کی طرح، وہ کہتے تھے کہ خدا ان کی گھڑی ہوئی مورت میں حلول کر آیا ہے۔ اس لیے اس کی عبادت خود خدا کی عبادت کے ہم معنی ہے۔ حتی کیہ اس فعل کے لیڈر سامری نے اس کے حق میں کشف و کرامت کی دلیل بھی تلاش کرلی کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جبرائیل آئے ہیں اور میں نے ان کے گھوڑے کے نقش قدم سے ایک مٹھی مٹی اٹھائی ہے......
- بے دینی کے فعل کو دین کا نام پر کرنا اللہ کے غضب کو بھڑکاتا ہے — اور یہ بھی کہ جو قوم اپنے نبی اور رسول کی مخالفت کرتی ہے وہ اسی طرح خدا کے قہر و غضب اور دنیا کی ذلت و رسوائی میں مبتلا ہوتی ہے

وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا ۡ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۵۳﴾

توبہ کرنے والوں کیلئے معافی کا مژدہ

- حضرت موسیٰ نے ہر قبیلہ کے مومنین مخلصین کو حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے قبیلہ کے ان مجرمین کو قتل کردیں جو فتنہ میں شریک رہے ہیں۔ چنانچہ یہی ہوا۔ صرف وہ لوگ قتل سے بچے جنھوں نے توبہ کرلی
- اس بات کو ایک کلی قانون کے طور پر بیان کیا گیا ہے : لیکن وہ لوگ جو اعمال بد بجالائیں اور اس کے بعد توبہ کرلیں (اور توبہ کی تمام شرائط پوری کردیں) اور خدا پر ایمان کی تجدید کریں اور ہر قسم کے شرک اور نافرمانی سے باز رہیں، تمہارا پروردگار ان سب کے بعد انہیں بخش دے گا وہ بخشنے والا اور مہربان ہے
- یہاں توبہ کے ساتھ ایمان کی شرط مذکور ہے حالانکہ اگر ایمان نہ ہو تو توبہ نہیں ہوتی ! اس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان کے ستون گناہ کے بعد کمزور ہو جاتے ہیں بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن سے آدمی کا ایمان ہی سلب ہو جاتا ہے

" لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوضَةٌ بَعْدُ" جب زنا کرنے والا زنا کرتا ہے تو زنا کے وقت اس کا ایمان نہیں رہتا، جب چوری کرنے والا چوری کرتا ہے تو چوری کے وقت اس کا ایمان نہیں رہتا۔ جب شراب پینے والا شراب پیتا ہے تو پیتے وقت اس کا ایمان نہیں رہتا، اس کے بعد بھی اب تک اس کی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے... (صحیح البخاری، صحیح مسلم)

- گنہگاروں کو تسلی دی جارہی ہے کہ اس کی رحمت اس قدر بے پایاں ہے کہ اگر کوئی خطاکار خواہ کتنا ہی بڑا گناہ گار ہو اگر زنجیر توبہ کو ہلائے اور اگر کوئی ایسا گناہ کیا تھا جس کی وجہ سے ایمان ہی سلب ہو گیا تھا تو پھر تجدید ایمان بھی کرے تو اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور اس کی حالت پر رحم و کرم کیا جاتا ہے۔

وَ اخۡتَارَ مُوۡسٰی قَوۡمَهٗ سَبۡعِیۡنَ رَجُلًا لِّمِیۡقَاتِنَا ۚ فَلَمَّاۤ اَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ قَالَ رَبِّ لَوۡ شِئۡتَ اَهۡلَکۡتَهُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ وَ اِیَّایَ ؕ اَتُهۡلِکُنَا

وَ اخۡتَارَ مُوۡسٰی قَوۡمَهٗ - اور چنا موسیٰ نے اپنی قوم سے

اِخۡتَارَ یَخۡتَارُ ، اِخۡتِیَارًا - چننا (IV)

سَبۡعِیۡنَ رَجُلًا - ستر مرد

لِّمِیۡقَاتِنَا - ہماری مقرر کردہ جگہ کے لیے

مِیۡقَات - مقرر کردہ جگہ/وقت

فَلَمَّاۤ اَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ - پھر جب پکڑا ان کو زلزلے نے

الرَّجۡفَةُ - زلزلہ

قَالَ رَبِّ - تو (موسیٰ نے) کہا اے میرے رب

لَوۡ شِئۡتَ اَهۡلَکۡتَهُمۡ - اگر تو چاہتا تو ہلاک کر دیتا ان کو

شَاءَ یَشَاءُ ، مَشِیئَةً - چاہنا

أَهْلَكَ يُهْلِكُ ، إِهْلَاكًا ہلاک کرنا

مِّنۡ قَبۡلُ وَ اِیَّایَ - اس سے پہلے اور مجھ کو بھی

اِیَّا - کلمۂ حصر ی - ضمیر واحد متکلم

اَتُهۡلِکُنَا - کیا تو ہلاک کرتا ہے ہم کو

بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنۡ هِیَ اِلَّا فِتۡنَتُكَ ؕ تُضِلُّ بِهَا مَنۡ تَشَآءُ وَتَهۡدِیۡ مَنۡ تَشَآءُ ؕ اَنۡتَ وَلِیُّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَیۡرُ الۡغٰفِرِیۡنَ ﴿۱۵۵﴾

بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا - بسبب اس کے جو کیا بیوقوفوں نے ہم میں سے

سُفَهَآء - بیوقوف

اِنۡ هِیَ اِلَّا فِتۡنَتُكَ - نہیں ہے یہ مگر تیری آزمائش

فِتنه - جب اس کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو معنی آزمائش اور امتحان

تُضِلُّ بِهَا - تو بھٹکاتا ہے اس سے

مَنۡ تَشَآءُ - اس کو جس کو تو چاہتا ہے

وَتَهۡدِیۡ مَنۡ تَشَآءُ - اور تو ہدایت دیتا ہے اس کو، جس کو تو چاہتا ہے

اَنۡتَ وَلِیُّنَا - تو ہمارا کارساز ہے

فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا - پس تو بخش دے ہم کو اور تو رحم کر ہم پر

وَاَنۡتَ خَیۡرُ الۡغٰفِرِیۡنَ - اور تو بخشنے والوں میں سب سے بہتر ہے

غَافِر - بخشنے والا

وَ اخۡتَارَ مُوۡسٰی قَوۡمَہٗ سَبۡعِیۡنَ رَجُلًا لِّمِیۡقَاتِنَا ۚ فَلَمَّاۤ اَخَذَتۡہُمُ الرَّجۡفَۃُ قَالَ رَبِّ لَوۡ شِئۡتَ اَہۡلَکۡتَہُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ وَ
اِیَّایَ ؕ اَتُہۡلِکُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَہَآءُ مِنَّا ۚ اِنۡ ہِیَ اِلَّا فِتۡنَتُکَ ؕ تُضِلُّ بِہَا مَنۡ تَشَآءُ وَ تَہۡدِیۡ مَنۡ تَشَآءُ ؕ اَنۡتَ
وَلِیُّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَ ارۡحَمۡنَا وَ اَنۡتَ خَیۡرُ الۡغٰفِرِیۡنَ ﴿۱۵۵﴾

اور اس نے اپنی قوم کے ستّر آدمیوں کو منتخب کیا تاکہ وہ (اس کے ساتھ) ہمارے مقرر کیے ہوئے وقت پر حاضر ہوں ۔ جب ان لوگوں کو ایک سخت زلزلے نے آپکڑا تو موسیٰ نے عرض کیا " اے میرے رب ، آپ چاہتے تو پہلے ہی ان کو اور مجھے ہلاک کر سکتے تھے۔ کیا آپ اس قصور میں جو ہم میں سے چند نادانوں نے کیا تھا ہم سب کو ہلاک کردیں گے ؟ یہ تو آپ کی ڈالی ہوئی ایک آزمائش تھی جس کے ذریعہ سے آپ جسے چاہتے ہیں گمراہی میں مبتلا کردیتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں ہدایت بخش دیتے ہیں۔ ہمارے سرپرست تو آپ ہی ہیں۔ پس ہمیں معاف کردیجیے اور ہم پر رحم فرمایئے، آپ سب سے بڑھ کر معاف فرمانے والے ہیں۔

And out of his people Moses singled out seventy men for Our appointment. Then, when violent shaking seized them, he addressed his Lord: 'Had You willed, O my Lord, You could have destroyed them and me long ago. Will You destroy us for what the fools amongst us did? That was nothing but a trial from You whereby You mislead whom You will and guide whom You will. You alone are our guardian. Forgive us, then, and have mercy upon us. You are the best of those who forgive.

وَ اخۡتَارَ مُوۡسٰی قَوۡمَہٗ سَبۡعِیۡنَ رَجُلًا لِّمِیۡقَاتِنَا ۚ فَلَمَّاۤ اَخَذَتۡہُمُ الرَّجۡفَۃُ قَالَ رَبِّ لَوۡ شِئۡتَ اَہۡلَکۡتَہُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ وَ اِیَّایَ ؕ اَتُہۡلِکُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَہَآءُ مِنَّا ۚ

میقات الٰہی میں بنی اسرائیل کے نمائندوں کی حاضری

- یہ حضرت موسیٰ کے دوبارہ کوہ سینا پر جانے کا ذکر ہے جو لوگ آخری وقت تک اس مشرکانہ فعل پر قائم رہے انھیں قتل کردیا گیا۔ اب اس تطہیر (purge) کے بعد اجتماعی توبہ کا مرحلہ تھا، جس کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم کے مطابق اپنی قوم کے ستر (۷۰) سرکردہ افراد کو ساتھ لے کر کوہ طور پر حاضری کے لیے روانہ ہوگئے (۷۰ ممتاز آدمیوں کا انتخاب، اجتماعی جرم کے پیشِ نظر، اجتماعی توبہ کا تقاضا)
- ان لوگوں نے حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے دیکھا اور سنا لیکن انہوں نے مطالبہ کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنا چاہتے ہیں تبھی وہ آپ پر اترنے والی ہدایات اور الواح کو تسلیم کریں گے (یہ بنی اسرائیل کے منتخب لوگوں کا حال تھا جو توبہ کرنے وہاں گئے تھے)
- اس احمقانہ اصرار اور ضد پر غیرت الٰہی نے ان کو اس گستاخی پر یہ سزادی کہ نیچے سے زلزلہ آیا اور اوپر سے بجلی کی کڑک ہوئی اور وہ سب بیہوش ہوگئے یا مرگئے
- موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی قدرت کے سامنے مکمل تسلیم و رضا کا اظہار کیا اور فرمایا کہ یہ کام اگر تو چاہتا تو اس سے پہلے ہی کردیتا لیکن اب جب کہ تو نے ہمیں باریابی کا موقع عنایت فرمایا اور ہم یہاں حاضر ہو بھی گئے تو یہ تیری رحمت سے بعید ہے کہ تو ہمیں ہلاک کرے، چند نادانوں کی وجہ سے ہم سب کو ہلاک نہ فرما۔

وَ اكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ؕ قَالَ عَذَابِیْٓ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ

وَ اكْتُبْ لَنَا - اور تو لکھ دے ہمارے لیے

فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا - اس دنیا میں

حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ - بھلائی، اور آخرت میں (بھی)

اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ - بیشک ہم نے رجوع کیا تیری طرف

هادَ يَهُوْدُ ، هَوْدًا۔ رجوع کرنا، یہودی ہونا

قَالَ عَذَابِیْٓ - (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا میرا عذاب

اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ - میں پہنچتا ہوں اس کو جس کو میں چاہتا ہوں

أصَابَ يُصِيْبُ ، إصَابَةً - پہنچانا (IV)

وَ رَحْمَتِیْ - اور میری رحمت

وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ - وسیع ہوئی ہر چیز پر

فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٥٦﴾

كَتَبَ يَكْتُبُ ، كِتَابَةً - لکھنا

فَسَأَكْتُبُهَا - پس عنقریب میں لکھوں گا اس کو

لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ - ان کے لیے جو تقویٰ کرتے ہیں

وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ - اور پہنچاتے ہیں زکوۃ کو

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا - اور وہ، جو ہماری نشانیوں پر ہی

يُؤْمِنُوْنَ - ایمان لاتے ہیں

وَ اكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ؕ قَالَ عَذَابِيْۤ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَ
رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۚ﴿۱۵۶﴾

اور ہمارے لیے اس دنیا کی بھلائی بھی لکھ دیجیے اور آخرت کی بھی، ہم نے آپ کی طرف رجوع کرلیا۔ " جواب میں ارشاد ہوا " سزا تو میں جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں، مگر میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے، اور اسے میں ان لوگوں کے حق میں لکھوں گا جو نافرمانی سے پرہیز کریں گے، زکوۃ دیں گے اور میری آیات پر ایمان لائیں گے۔ "

And ordain for us what is good in this world and in the World to Come for to You have we turned. He replied: 'I afflict whomsoever I wish with My chastisement. As for My mercy, it encompasses everything. will show mercy to those who abstain from evil, pay Zakat and have faith in Our signs.

محمد اقبال

وَاكْتُبْ لَنَا فِىْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَاۤ اِلَيْكَ ؕ قَالَ عَذَابِىْۤ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَاۤءُ ۚ وَرَحْمَتِىْ وَسِعَتْ كُلَّ شَىْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۚ﴿۱۵۶﴾

رحمت خداوندی کی وسعتیں

- حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوری قوم کے لیے دعا فرمائی اس لیے کہ پیغمبر جس قوم کی طرف مبعوث ہوتا ہے وہ اس کی دنیوی اور اخروی فلاح کا سب سے زیادہ حریص ہوتا ہے وہ اللہ سے ہمیشہ اس کے لیے ایمان و عمل کی دعائیں کرتا ہے دنیوی کامیابیاں مانگتا ہے اخروی فوز و فلاح کے لیے التجائیں کرتا ہے یہاں بھی موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لیے بھلائی کی دعا مانگی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی
- جواب میں پروردگار نے اپنے کچھ اصول بیان فرمائے سب سے پہلے یہ فرمایا کہ میں جسے چاہتا ہوں عذاب دیتا ہوں یعنی میرا چاہنا میری صفت عدل کے ساتھ ہے اور میرا عدل بندوں کو عذاب دینے میں کبھی جلدی نہیں کرتا انھیں ہر ممکن طریقے سے سمجھنے کا موقع دیتا ہے یہی قانون بنی اسرائیل کے ساتھ بھی ہے انھیں بھی آپکی دعوت سے فائدہ اٹھانے کا پورا موقع دیا جائے گا جب تک وہ تمرد کی انتہاء کو نہیں پہنچیں گے ہمارا عذاب ان کی طرف متوجہ نہیں ہوگا
- دوسری بات یہ فرمائی کہ میرا عذاب بندوں کی انتہائی سرکشی اور تمرد کے نتیجے میں آتا ہے ورنہ پروردگار کا عام طریقہ رحمت کا طریقہ ہے۔اس کا نظام عالم اس کی رحمت پر قائم ہے اس کا غضب تو صرف اس وقت نمودار ہوتا ہے جب بندے اپنی سرکشی کے باعث ہر طرح سے اپنے آپ کو اس کی رحمت سے محروم کر لیتے ہیں

دنیا میں جو کچھ بھی نظر آرہا ہے وہ اللہ کی صفت رحمت ہی کا ظہور ہے (زمین کی روئیدگی، سمندر سے اٹھنے والے بخارات، پھلوں سے لدے درخت، زمین سے جاری چشمے، پہاڑوں سے نکلتے دریا و آبشاریں، زمین سے نکلے قد آور درختوں کی چھتریاں، غذائی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے لہلہاتی فصلیں۔ یہ سب کچھ رحمتِ الٰہی کا فیضان ہی ہے)

فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٥٦﴾

○ اس آیتِ کریمہ کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ میں آخرت کی بھلائی ان لوگوں کو دوں گا ان میں تین صفات ہوں گی

1. صفت تقویٰ، انسان اپنی فکری دنیا کو ہر طرف سے یک سو کرکے اپنے دل و دماغ میں ان بنیادی افکار کو بسا لے جنھیں ایمانیات اور اقدار حیات کہا جاتا ہے، جب دل و دماغ کا تعلق ہر طرف سے کٹ کر اللہ ہی کے ساتھ جڑ جائے گا تو زندگی کی منزل متعین ہو جائے گی اس کے فکری رشتے اللہ کے ساتھ استوار ہو جائیں گے اس کا طرز حیات اللہ کے رسول کی سنت کا آئینہ دار ہو جائے گا اور اس کے حسن و قبح کے معیارات وہی ٹھہریں گے جنھیں وحی الٰہی کی سند حاصل ہو گی۔

2. زکواۃ کی ادائیگی - انسانی زندگی پر فکری حکمرانی کے علاوہ جو چیز سب سے زیادہ اثر انداز ہوتی ہے وہ مال و زر کی محبت ہے یہ محبت حد سے بڑھ جائے تو سیرت و کردار کا بحران پیدا ہو جاتا ہے اس کا اعتدال پر رکھنا افکار کی صحت کے لیے بھی نہایت ضروری ہوتا ہے۔ زکوۃ اپنے مال میں سے کچھ حصہ اللہ کے لیے نکال کر یہ ثابت کرنا ہے کہ یہ مال میری ملکیت نہیں اللہ کی ملکیت ہے میرے پاس اللہ کی عطا کردہ امانت ہے۔ امانت چونکہ امانت رکھنے والے کی ہدایت کے مطابق رکھی جاتی ہے اور استعمال میں لائی جاتی ہے اس لیے میری بھی ذمہ داری ہے کہ میں اپنے مال کو اللہ کی امانت سمجھ کر اس طرح استعمال کروں جس طرح اللہ نے ہدایات عطا فرمائی ہیں

3. تیسری چیز فرمائی کہ ہماری سب آیات پر بلا کسی استثناء اور تاویل کے ایمان لائیں، یہ ایمان گروہی تعصّبات پر مبنی نہ ہو، یا پھر محض مبنی بر سہولت احکام پر مشتمل نہ ہو - یہ اس عہد و میثاق کی طرف اشارہ ہے جو بنی اسرائیل سے آئندہ آنے والے انبیاء پر ایمان لانے کے لیے لیا گیا تھا جس کا ذکر سورۃ المائدہ (١٢)، آل عمران (١٨) میں ہے

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۠ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ - وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں

الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ - اس رسولؐ کی، جو نبیؑ اُمّی ہے

اُمّی - جس نے پڑھنا لکھنا کسی سے نہ سیکھا ہو

دوسرے معنی - (۱) ام القری والا یعنی مکہ میں رہنے والا، (۲) امت والا

الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ - وہ جو پاتے ہیں اس کو

وَجَدَ يَجِدُ ، وِجْدَانًا ... پانا

مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ - لکھا ہوا اپنے پاس

مَکْتوب - لکھا ہوا

فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ - تورات میں اور انجیل میں

يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ - وہ حکم دیتا ہے ان کو نیکی کا

وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ - اور منع کرتا ہے ان کو برائی سے

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيۡهِمُ الۡخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنۡهُمۡ اِصۡرَهُمۡ وَالۡاَغۡلٰلَ الَّتِىۡ كَانَتۡ عَلَيۡهِمۡ ؕ فَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِهٖ وَعَزَّرُوۡهُ وَنَصَرُوۡهُ

وَيُحِلُّ لَهُمُ - اور وہ حلال کرتا ہے ان کے لیے

أَحَلَّ يُحِلُّ ، إِحْلَالاً - حلال کرنا (IV)

الطَّيِّبٰتِ - پاکیزہ چیزیں

وَيُحَرِّمُ عَلَيۡهِمُ - اور حرام کرتا ہے ان پر

حَرَّمَ يُحَرِّمُ ، تحریمًا - حرام کرنا (II)

الۡخَبٰٓئِثَ - ناپاک چیزیں

وَيَضَعُ عَنۡهُمۡ - اور اتارتا ہے ان سے

وَضَعَ يَضَعُ ، وَضْعًا - اتارنا، دور کرنا

اِصۡرَهُمۡ وَالۡاَغۡلٰلَ - ان کے بوجھ اور طوق

اِصْر - بھاری بوجھ، تکلیف شاقہ، دشوار امر، عہد

(غ ل ل) اَغْلَال ، غُلٌّ کی جمع - وہ چیز جس سے قید کیا جائے اور جسم کے اعضا باندھے جائیں

طوق، زنجیریں، ہتھکڑیاں

الَّتِىۡ كَانَتۡ عَلَيۡهِمۡ - جو تھے ان پر

فَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِهٖ - پس جو لوگ ایمان لائے اس پر

وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٥٧﴾

وَعَزَّرُوْهُ - اور تقویت دی ان کو

عَزَّرَ يُعَزِّرُ ، تَعْزِيْرًا - قوت دینا، تعظیم کرنا (۱۱)

وَنَصَرُوْهُ - اور مدد کی ان کی

نَصَرَ يَنْصُرُ ، نَصْرًا - مدد کرنا

وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ - اور پیروی کی اس نور کی

الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ - جو کہ اتارا گیا ان کے ساتھ

اُولٰٓئِكَ - تو وہ لوگ

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ - ہی فلاح پانے والے ہیں

الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۫ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ
وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ١٥٧

(پس آج یہ رحمت ان لوگوں کا حصہ ہے) جو اس پیغمبر نبی امّی کی پیروی اختیار کریں جس
کا ذکر انھیں اپنے ہاں توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے۔ وہ انھیں نیکی کا حکم دیتا ہے، بدی
سے روکتا ہے، ان کے لیے پاک چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے، اور ان پر
سے وہ بوجھ اتارتا ہے جو ان پر لدے ہوئے تھے اور وہ بندشیں کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے
ہوئے تھے۔ لہٰذا جو لوگ اس پر ایمان لائیں اور اس کی حمایت اور نصرت کریں اور اس
روشنی کی پیروی اختیار کریں جو اس کے ساتھ نازل کی گئی ہے، وہی فلاح پانے والے ہیں۔

To-day this mercy is for] those who follow the ummi Prophet, whom they find mentioned in the Torah and the Gospel with them. He enjoins upon them what is good and forbids them what is evil. He makes the clean things lawful to them and prohibits all corrupt things, and removes from them their burdens and the shackles that were upon them. So those who believe in him and assist him, and succour him and follow the Light which has been sent down with him, it is they who shall prosper.

اَلَّذِيۡنَ يَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِىَّ الۡاُمِّىَّ الَّذِىۡ يَجِدُوۡنَهٗ مَكۡتُوۡبًا عِنۡدَهُمۡ فِى التَّوۡرٰٮةِ وَالۡاِنۡجِيۡلِ يَاۡمُرُهُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهٰٮهُمۡ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيۡهِمُ الۡخَبٰٓـئِثَ وَيَضَعُ عَنۡهُمۡ اِصۡرَهُمۡ وَالۡاَغۡلٰلَ الَّتِىۡ كَانَتۡ عَلَيۡهِمۡ ‌ؕ

رحمت الٰہیہ کے حصول کے لیے حضور اکرم ﷺ کی اطاعت ضروری

- اب موقع کی مناسبت سے فورًا بنی اسرائیل کو محمد ﷺ کے اتباع کی دعوت دی گئ ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی رحمت خاصہ کو پانے کی جو شرائط موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں تھیں وہی اب بھی ہیں، لیکن ان تمام شرائط کی بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ پر ایمان لے آئیں اور ان کی اتباع کریں، اب صرف توراۃ پر ایمان لانا اور اس رسول پر ایمان نہ لانا اللہ کے نزدیک قابل قبول نہیں
- نبی اکرم ﷺ کا ذکر مبارک نبی اُمّی کے طور پر کیا گیا ہے بنی اسرائیل اپنے سوا دوسری قوموں کو اُمّی (Gentiles) کہتے تھے اور ان کا قومی فخر و غرور کسی اُمّی کی پیشوائی تسلیم کرنا تو درکنار، اس پر بھی تیار نہ تھا کہ اُمّیوں کے لیے اپنے برابر انسانی حقوق ہی تسلیم کرلیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہی کی اصطلاح استعمال کرکے فرماتا ہے کہ اب تو اسی اُمّی کے ساتھ تمہاری قسمت وابستہ ہے، اس کی پیروی قبول کروگے تو میری رحمت سے حصہ پاؤگے ورنہ وہی غضب تمہارے لیے مقدر ہے جس میں صدیوں سے گرفتار چلے آرہے ہو۔
- یہاں پہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی جن واصافِ جمیلہ کا ذکر فرمایا:
ا۔ وہ رسول بھی ہیں اور نبی بھی ۲۔ وہ امی ہیں ۳۔ اس کا ذکر خیر تورات میں بھی ہے اور انجیل میں بھی ۴۔ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے ہیں ۵۔ وہ طیبات کو حلال اور خبائث کو حرام کرتے ہیں ۶۔ وہ ان بوجھوں کو اتارتے ہیں اور ان زنجیروں کو کاٹتے ہیں جن میں وہ لوگ پہلے جکڑے ہوئے تھے

اَلَّذِيۡنَ يَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِىَّ الۡاُمِّىَّ الَّذِىۡ يَجِدُوۡنَهٗ مَكۡتُوۡبًا عِنۡدَهُمۡ فِى التَّوۡرٰٮةِ وَالۡاِنۡجِيۡلِ يَاۡمُرُهُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهٰٮهُمۡ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيۡهِمُ الۡخَبٰۤئِثَ وَيَضَعُ عَنۡهُمۡ اِصۡرَهُمۡ وَالۡاَغۡلٰلَ الَّتِىۡ كَانَتۡ عَلَيۡهِمۡ

- نبی اکرم ﷺ کی صفات میں سے یہ بات بھی بتائی گئ ہے کہ وہ نبی امی جب آئے گا تو وہ لوگوں کے لیے طیبات کو حلال کرے گا اور خبائث کو حرام کرے گا۔ ویسے تو یہ دونوں باتیں بھی ہر رسول کی صفات میں شامل رہی ہیں لیکن آپ ﷺ کی اس خصوصیت کو بطور خاص بیان کرنے کا در حقیقت ایک پس منظر ہے جس کا کسی حد تک ذکر سورۃ آل عمران ، سورۃ مائدہ اور سورۃ الانعام میں گزر چکا ہے
- بتایا گیا ہے کہ بنی اسرائیل نے صرف خبائث ہی کو حرام نہیں کیا گیا تھا بلکہ ان کی سرکشی کی سزا کے طور پر بعض ایسی چیزیں بھی ان پر حرام کر دی گئ تھیں جو اگرچہ خبائث نہیں بلکہ طیبات میں داخل تھیں لیکن ان کا حرام کرنا بنی اسرائیل کے لیے ایک سزا تھا مثلاً تمام ناخن والے جانور اور گائے بکری وغیرہ کی چربی یہ اپنی ذات میں قابل حرمت نہ تھیں لیکن بنی اسرائیل کی سزا کے طور پر ان کو حرام کیا گیا۔ اسی طرح ان پر حلال و حرام کے سلسلے میں بعض ایسی پابندیاں لگائی گئیں جس کی وجہ سے بعض حلال جانور بھی ان پر حرام ہو گئے ' مثلاً ان سے یہ کہا گیا کہ چوپایوں میں صرف وہ چوپائے حلال ہوں گے جن کے پاؤں چرے ہوئے ہوں اور وہ جگالی بھی کرتے ہوں
- مزید فرمایا کہ وہ آنے والا پیغمبر لوگوں سے بوجھ اتارے گا اور ان سے بیڑیاں کاٹ دے گا جو انھوں نے پہن رکھی ہیں
- یہاں ان دونوں چیزوں سے مراد وہ سخت احکام و واجبات ہیں جو اصل دین میں مقصود نہ تھے لیکن بنی اسرائیل کی سرکشی کے سبب انھیں ان کا حکم دیا گیا جیسا کہ ابھی اس کا کچھ ذکر ہوا ہے اور یا ان کے فقہاء نے اپنی فنی موشگافیوں کے باعث بلاوجہ بعض چیزوں کو اپنے اوپر لازم کر لیا
- نبی اکرمؐ کے مبعوث ہونے سے وہ سارے بوجھ (بصورت سخت احکام) اتار دیئے گئے (اس دین میں کوئی تنگی نہیں

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

- آپ ﷺ کی صفات اور کمالات کا ذکر فرمانے کے بعد بنی اسرائیل اور آنے والی نوع انسانی کو واضح طور پر بتادیا گیا ہے کہ اب اگر کوئی کامیابی حاصل کرنے والا گروہ ہے تو وہ صرف وہ ہے جو اس آخری پیغمبر پر ایمان لائے اس طرح سے آنے والی دنیا کو کامیاب دنیا کی خبر بھی دی گئی ہے، پیشگوئی بھی فرمائی ہے اور ضمنی طور پر حکم بھی دیا جارہا ہے، اور پھر ایمان کے ساتھ ساتھ مزید چند احکام بھی دیئے گئے جن کی تعمیل کیے بغیر نہ ایمان کی حقیقت متحقق ہوتی ہے اور نہ ایمان کے فوائد مرتب ہوتے ہیں۔ آپ پر ایمان کے بعد تین باتوں کا ذکر فرمایا:

1. آپ ﷺ کی تعظیم و تکریم - آپ (ﷺ پر ایمان لانے کے دو بنیادی تقاضے ہیں، پہلا تقاضا ہے آپ ﷺ کی اطاعت اور دوسرا تقاضا ہے آپ ﷺ کی محبت۔ [لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ) تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہے جب تک کہ اس کی خواہش نفس تابع نہ ہو جائے اس چیز کے جو میں لے کر آیا ہوں، لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ) تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے محبوب تر نہ ہو جاؤں اس کے باپ، بیٹے اور تمام انسانوں سے] - جب یہ دو تقاضے پورے ہوں گے تو ان کے لازمی نتیجے کے طور پر دلوں میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم پیدا ہو گی، آپؐ کے دین، آپؐ کے پیغام، آپؐ کی لائی ہوئی شریعت کی تعظیم اور محبت پیدا ہو گی

2. آپ ﷺ کی نصرت و اعانت - نبی مکرم ﷺ کو کس کام میں مدد درکار ہے؟ کیا آپ ﷺ کو اپنے کسی ذاتی کام کے لیے مدد چاہیے؟ آپ ﷺ نے کوئی ذاتی سلطنت و حکومت تو قائم نہیں کی، جس کے قیام و استحکام کے لیے آپ ﷺ کو مدد کی ضرورت ہوتی۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۱۵۷

آپ ﷺ کی کوئی ذاتی جاگیر یا جائیداد بھی نہیں تھی، جس کو سنبھالنے کے لیے آپ ﷺ کو مدد درکار ہوتی۔ دراصل آپ ﷺ کو اپنے اس مشن کی تکمیل کے لیے مدد چاہیے تھی جس کے لیے آپ ﷺ بھیجے گئے تھے اور وہ تھا غلبہ حق اور اقامت دین: (هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ) الصّف : ۹

دین حق کے غلبے کے لیے کی جانے والی جاں گسل جدوجہد میں آپ ﷺ کو مددگاروں کی ضرورت تھی اور اس کے لیے آپ ﷺ کی طرف سے مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؟ کی صلائے عام تھی، کہ مجھے اللہ کا دین غالب کرنا ہے، یہ میرا فرض منصبی ہے، کون ہے جو اس کام میں میرا ہاتھ بٹائے اور میرا مددگار بنے؟ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنی محنت، صحابہ کرام، کی قربانیوں اور اللہ کی نصرت سے جزیرہ نمائے عرب میں دین کو غالب کرکے اپنے مشن کی تکمیل کر دی

آپ ﷺ کے بعد کچھ عرصہ دین غالب رہا، پھر مغلوب ہو گیا اور آج تک مغلوب ہے۔ آج دنیا میں کہیں بھی دین غالب نہیں ہے۔ لہٰذا اب دین کو ساری دنیا میں غالب کرنا امت کی ذمہ داری ہے۔ اس ذمہ داری کے حوالے سے آپ ﷺ کا مشن آج بھی زندہ ہے' یہ میدان اب بھی کھلا ہے۔ آج بھی حضور ﷺ کو ہماری مدد کی ضرورت ہے۔ (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ) (الصّف : ۱۴) کا قرآنی حکم آج بھی ہمیں پکار رہا ہے۔

3. قرآن کا اتباع - گویا اس کٹھن مشن کی تکمیل کا راستہ بتایا گیا ہے۔ دین کے غلبے کی تکمیل قرآن کے ذریعے سے ہو گی، یعنی تذکیر بالقرآن، تبشیر بالقرآن، تبلیغ بالقرآن، انذار بالقرآن، تعلیم بالقرآن وغیرہ

اضافی مواد

Reference Material

نبی ورسول کا باہمی فرق

نبی

- نبوت " نبا " سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں خبر دینا ، نبی کے معنی (بندوں کو) خبریں دینے والا
- اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو مخلوق کی ہدایت کے لیے بھیجتا ہے اور وحی سے ان کی رہنمائی فرماتا ہے وہ نبی / انبیاء ہوتے ہیں
- نبی خود صاحبِ شریعت نہیں ہوتا
- وہ اپنے سے پہلے والے رسول کی اتباع کرتے ہوئے اس کی شریعت کی تبلیغ کرتا ہے
- نبی صرف اپنی قوم میں دعوت کا کام کرتا ہے اور اگر اس کا انکار کردیا جائے تو قوم کو فنا نہیں جاتا
- نبی کی حیثیت ایک داعی کی ہوتی ہے اور بعض اوقات قوم کی مخالفت کی بنا پر ان کا قتل بھی ہو جاتا ہے لیکن پھر بھی اس کی قوم پر براہ راست عذاب نہیں آتا
- مسند احمد کی ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے ہیں
- اسماعیل علیہ السلام،اسحاق علیہ السلام،یعقوب علیہ السلام،یوسف علیہ السلام،ایوب علیہ السلام، ہارون علیہ السلام، عزیر علیہ السلام، زکریا علیہ السلام ، یحییٰ علیہ السلام، انبیاء کی مثالیں

نبی ور رسول کا باہمی فرق

رسول

- رسالت کے معنی ہیں پیغام بھیجنا، اور رسول کے معنی ہیں بھیجا ہوا
- رسالت ایک خاص منصب ہے، رسول اس پیغمبر کو کہتے ہیں جس پر کوئی صحیفہ یا کتاب من جانب اللہ نازل ہوئی ہو اور اسے اپنی شریعت کی تبلیغ کا حکم دیا گیا ہو۔
- ایک دوسرا نقطہ نظریہ ہے کہ رسول وہ ہے جو قانون دینونت کے ساتھ مبعوث ہو۔

جس کا مطلب ہے کہ اگر اس رسول کی دعوت کا انکار کیا گیا تو منکرین کو موت کی سزا دی جائے گی۔ یہ موت کی سزا آسمانی عذاب یا کسی اور طریقے سے دی جا سکتی ہے

رسول براہ راست اللہ کی پناہ میں ہوتا ہے اور اسے کوئی نقصان نہیں پہچا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب قوم رسول کے خلاف ہوئی تو رسول نے ہجرت کر لی اور کبھی بھی کسی رسول کو قتل نہیں کیا جا سکا بلکہ تمام رسول یا تو اپنی طبعی عمر پوری کرکے دنیا سے چلے یا پھر اوپر اٹھا لئے گئے۔

- رسول، نبی کی نسبت خاص ہے، ہر رسول نبی بھی ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں
- نبی تو بڑی تعداد میں مبعوث ہوئے لیکن رسولوں کی تعداد انبیاء کی نسبت کافی کم ہے
- ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، شعیب علیہ السلام، عیسی علیہ السلام، محمد ﷺ رسولوں کی مثالیں

سورۃ بنی اسرائیل پر ان کی سرکشی باعث لدے بوجھ

- بنی اسرائیل پر صرف خبائث ہی نہیں بلکہ پاکیزہ اور طیبات چیزیں بھی حرام کر دیں گئیں اور یہ ان کی سرکشی، بغاوت اور شرارتوں کے باعث بطورِ سزا کیا گیا

مثلاً تمام ناخن والے جانور اور گائے بکری وغیرہ کی چربی یہ اپنی ذات میں حرام نہ تھیں لیکن بنی اسرائیل کی سزا کے طور پر ان کو حرام کیا گیا۔

- حلال و حرام کے سلسلے میں ان پر بعض ایسی پابندیاں لگائی گئیں جس کی وجہ سے بعض حلال جانور بھی ان پر حرام ہوگئے، مثلاً ان سے یہ کہا گیا کہ چوپایوں میں صرف وہ چوپائے حلال ہوں گے جن کے پاؤں چرے ہوئے ہوں اور وہ جگالی بھی کرتے ہوں چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اونٹ، سافان اور خرگوش جیسے جانور بھی ان پر حرام ہوگئے

- ان کے فریسیوں اور فقہاء نے اپنی فنی موشگافیوں کے باعث بلا وجہ بعض چیزوں کو اپنے اوپر لازم کرلیا اور وہ ان کی شریعت کا حصہ بن گئیں مثلاً

اللہ تعالیٰ نے ان پر وہ چربی حرام کی تھی جو گوشت کی جز کی حیثیت نہیں رکھتی تھی بلکہ کمر یا آنکھوں یا ہڈیوں سے آسانی سے الگ کی جاسکتی ہے لیکن انھوں نے مطلقاً اپنے اوپر چربی حرام کرلی یعنی وہ چربی بھی جسے جانور کے گوشت اور آنکھوں اور ہڈیوں سے الگ نہیں کیا جاسکتا

سورۃ بنی اسرائیل پر ان کی سرکشی باعث لدے بوجھ

- اللہ تعالیٰ نے ان کی سرکشی کے سبب ان کو ایسے سخت احکام ان کو دیئے جن پر چلنا آسان نہ تھا مثلاً ان کو حکم دیا گیا کہ کپڑا ناپاک ہو جائے تو اس کی پاکی کے لیے دھو دینا کافی نہیں بلکہ ضروری ہے کہ جس جگہ نجاست لگی ہو اسے کاٹ دیا جائے،

اسی طرح جہاد کی صورت میں جو مال غنیمت انھیں ملتا تھا اس کو استعمال میں لانا ممنوع قرار دے دیا گیا

ہفتہ کے دن شکار کرنے پر پابندی لگا دی گئ

قتل عمد کی صورت میں قصاص واجب تھا خون بہا کی کوئی صورت نہیں تھی، ان کو توبہ کرنے کے لیے ایک دوسرے کو قتل کرنا پڑتا تھا

- یہ وہ سخت احکام ہیں جنھیں یہاں قرآن میں اصر اور اغلال سے تعبیر کیا گیا ہے
- نبی اکرم ﷺ کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ جب وہ مبعوث ہوں گے تو انسانوں کی گردنوں سے یہ طوق اتاریں گے اور ان کو اس بار گراں سے نجات دیں گے اور اس پر ایمان لانے والے تمام غیر فطری بندھنوں اور پابندیوں سے آزاد ہو جائیں گے
- اس لیے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دین کے معاملے میں کوئی تنگی نہیں رکھی اور آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں جو دین لے کر آیا ہوں وہ آسان ہے ، مشکل نہیں اور میں تمہارے لیے ایک سہل اور آسان شریعت چھوڑ کر جا رہا ہوں جس میں نہ کوئی مشقت ہے اور نہ گمراہی کا اندیشہ

سورۃ بنی اسرائیل پر ان کی سرکشی باعث لدے بوجھ

- آپ ﷺ کی بعثت کے وقت انسانیت پر بے شمار بوجھ لدے ہوئے تھے جنہیں آپ ﷺ نے دین اسلام کے خوبصورت اور ایک مکمل پیغام کے ذریعے سے اتارا
- جن زنجیروں کو آپ ﷺ نے کاٹا ان میں سے بعض یہ ہیں :

← جہل و نادانی کی زنجیریں : جنہیں آپ ﷺ نے اس طرح کاٹا کہ لوگوں کو علم و دانش کی طرف مسلسل اور ہمہ گیر دعوت دی۔

← بت پرستی اور خرافات پرست کی زنجیریں : جنہیں آپ ﷺ نے دعوت توحید کے ذریعے کاٹا۔

← قبائلی تعصب کی زنجیریں : جنہیں آپ ﷺ نے اخوت اسلامی کی عمدہ تعلیمات سے کاٹا

← دنیاوی لحاظ سے پستی و بلندی کی زنجیریں : جنہیں آپ ﷺ نے مساوات کی تعلیم کے ذریعے کاٹ دیا۔

← ۔

یہ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ جن بوجھوں اور پھندوں سے آپ ﷺ نے انسانیت کو نجات دلائی تھی آج خود ان کی امت بدعات اور رسوم و رواج کے انہی پھندوں میں گرفتار ہے۔